عشرہ ذوالحجہ اور قربانی

شیخ الحدیث مولانا یونس حفظہ اللہ

زیر نظر مضمون، شیخ الحدیث مولانا محمد یونس حفظہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ ہے جو انہوں نے جامع مسجد جامعہ سلفیہ میں ارشاد فرمایا۔ اسے کیسٹ سے نقل کر کے ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔

آئندہ ان شاء اللہ العزیز ہر شمارے میں حضرت شیخ حفظہ اللہ کا ایک خطبہ صدائے منبر ومحراب کے نام سے مستقل شائع کیا جائے گا۔

ہم شیخ صاحب۔ موصوف کے اس تعاون پر ان کے شکر گزار ہیں۔ (ادارہ)

یا قوم انما هذه الحیوة الدنیا متاع وان الاخرة هی دار القرار Oمن عمل سیئة فلا یجزی الامثلها ومن عمل صالحا من ذکر او انثی وهو مؤمن فاولئک یدخلون الجنة یرزقون فیها بغیر حساب O (۳۹ تا ۴۰ سورہ المومن)

اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی ایک سامان ہے جو ختم ہو جانے والا ہے اور آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی زندگی ہے اور اسی میں قرار ہے۔ انسان جو بھی کوئی گناہ کرتا ہے، کوئی برائی کرتا ہے اسے ویسی ہی سزا دی جاتی ہے اور کوئی بھی مرد ہو یا عورت ہو جو بھی اچھا کام کرے گا بشرطیکہ مومن ہو تو یہی لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہوں گے اور جنت میں ان کو رزق ملے گا، روزی ملے گی، انعامات ملیں گے اور بے حساب ملیں گے۔

ہم اپنی دنیا کی زندگی کو بنانے اور سنوارنے کے لیے بہت کچھ کرتے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ دنیا کی زندگی معلوم نہیں کتنی ہے، پھر بھی ہر وقت دنیا کے بارے میں سوچتے ہیں، دنیا کے لئے جستجو کرتے ہیں، محنت کرتے ہیں۔ لیکن اصل حقیقی اور لازوال زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ دنیا کا آرام کچھ نہیں ہے۔ حقیقی آرام تو وہ ہوگا جو انسان کو آخرت میں حاصل ہوگا۔ دنیا کے مکانات، دنیا کی نعمتوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اصل منزل، اصل مقام اور اصل نعمتیں تو وہ ہیں جو آخرت کو ہمیں حاصل ہوں گی۔ اس لیے رب ذوالجلال نے ہمارے لیے ایسے بہت سے مواقع مہیا کیے ہیں جن کی بدولت ہم اپنی آخرت کو بہتر سے بہتر بنا سکتے ہیں، اپنی آخرت سنوار سکتے ہیں اور آخرت کے زیادہ

سے زیادہ انعامات حاصل کر سکتے ہیں۔رب ذوالجلال نے ہمیں ماہ رمضان کا انعام دیا کہ یہ بہت ہی بابرکت مہینہ ہے جس میں اعمال کا اجروثواب بہت زیادہ ہوتا ہے اور ہم ماہ رمضان میں عبادت کر کے اللہ کو راضی کر کے اس کے قریب ہو سکتے ہیں۔ اپنی نیکیوں کو بڑھا سکتے ہیں۔رب ذوالجلال نے ماہ رمضان کی ایک رات شب قدر ہمیں عطا کی کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ یہ رب ذوالجلال کے ہم پر انعامات اور احسانات ہیں کہ تم میرے قریب آنے کی خواہش پیدا کرو۔ میں تمہیں بہت سے مواقع دوں گا۔اپنے اندر یہ شوق اور جستجو پیدا کرو کہ ہم نے آخرت کو سنوارنا ہے' دنیا ہمارا مطمع نظر نہیں ہے۔ یہ دنیا کی زندگی ہمارا مقصود نہیں ہے۔ ہماری منزل نہیں ہے' ہم نے آخرت کو سنوارنا ہے اور جب آخرت سنورے گی اور ہمارا مالک ہم پر راضی ہو جائے گا' تو دنیا بھی سنور جائے گی رب ذوالجلال کے ان انعامات میں سے ایک انعام ذوالحج کا پہلا عشرہ ہے ماہ ذوالحج کا جو پہلا عشرہ ہے اس کے بارے میں رحمت کائنات ﷺ فرماتے ہیں؛ ما من ایام العمل الصالح فیھا احب الی اللہ من ھذا الایام یعنی ایام العشر (صحیح بخاری)

کہ دنیا کے جتنے بھی ایام ہیں بغیر کسی تخصیص کے تمام ایام سے یہ ایام اس لحاظ سے بہتر ہیں کہ ان ایام میں جو بھی نیک کام کیا جائے گا رب ذوالجلال کو وہ نیک اعمال دیگر ایام میں کیے جانے والے اعمال کی نسبت زیادہ محبوب ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام حیران ہوتے ہیں کہ ان دس دنوں میں کیا واقعتاً وہ سارے اعمال جو ہم کرتے ہیں رب ذوالجلال کو بہت محبوب ہیں۔ پوچھا و الا الجهاد في سبيل الله

کیا جہاد سے بھی افضل ہیں؟ فرمایا ہاں جہاد سے بڑھ کر وہ اعمال اللہ کو زیادہ محبوب ہیں جو ماہ ذوالحج کے پہلے عشرے میں کیے جائیں۔

الا رجل خرج بنفسه وماله ثم لم يرجع من ذلك بشئی (صحیح بخاری)

سوائے اس شخص کے جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اور اپنا سارا مال لے کر نکلتا ہے۔ مال بھی قربان کر دیتا ہے' جان بھی قربان کر دیتا ہے' پھر گھر واپس نہیں آتا۔اس کا اجر بہت زیادہ ہے لیکن مال اس عمل کے سوا کوئی اور عمل بھی دیگر ایام میں کیا جائے گا اس سے بہتر وہ اعمال ہیں جو ان ایام میں کیے جائیں گے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

افضل ايام الدنيا

کہ دنیا بھر کے ایام میں یہ افضل ترین ایام ہیں عشرہ ذوالحج کو رب ذوالجلال نے تمام عشروں پر فضیلت دی ہے۔ ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر فضیلت دی ہے۔ شب قدر کو تمام راتوں پر فوقیت دی ہے۔ یوم

عرفہ کو تمام ایام پر فوقیت دی ہے۔ ذوالحج کے پہلے عشرے کو تمام عشروں پر فوقیت حاصل ہے۔ یہ عشرہ ذوالحج ہمارے لیے رب کا بہت بڑا انعام ہے۔ اس سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہئے۔ دنیا کے لیے ہم بہت کچھ کرتے ہیں آخرت کو سنوارنے کے لیے ہم ان دس ایام کو غنیمت سمجھیں اور پہلے سے بڑھ کر ان دس ایام میں نیک اعمال کریں ہر نیک عمل وہ عبادت ہے' نوافل ہیں' نفلی روزے ہیں' ذکر واذکار ہیں' صدقات وخیرات ہیں' تلاوت قرآن ہے کوئی بھی نیک عمل بغیر کسی قید کے جو بھی آپ کر سکتے ہیں ان دس ایام کو غنیمت سمجھیے اور ان ایام میں نیک اعمال بڑھ کر کیجیے تاکہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت سنور جائے۔ یہ عشرہ ذوالحج رب کائنات کو اس قدر محبوب کیوں ہے؟

اس لیے کہ اسلام اصل اور مکمل شکل میں اگر کہیں منظر عام پر آتا ہے تو ان ہی ایام میں آتا ہے۔ اسلام کے ارکان واضح ہو کر اگر کہیں جمع ہوتے ہیں اسی عشرہ ذوالحجہ میں جمع ہوتے ہیں۔ ارکان اسلام میں سب سے پہلی چیز توحید و رسالت ہے۔ دنیا بھر سے ہر ملک کے نمائندے حجاج کی صورت میں اللہ کے گھر میں جمع ہو کر اس بات کا اعلان کرتے ہیں اور شہادت دیتے ہیں' توحید کے نغمے اپنی زبانوں سے ادا کرتے ہیں کہ؛

لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک (کتاب الحج' صحیح بخاری)

دنیا بھر سے' ہر ملک کے مسلمان نمائندے اللہ کے گھر میں جمع ہو کر اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ ہم سب کچھ چھوڑ کر اپنی قوم کی نمائندگی کرتے ہوئے تیرے گھر میں جمع ہوئے ہیں۔ یہ بتانے کے لے کہ ہم توحید کا اعلان کرنے والے ہیں۔ ہم توحید کو ماننے والے ہیں۔ جس قدر کلمہ توحید یہ تلبیہ یہ لبیک کے کلمات ان ایام میں ادا کیے جاتے ہیں کسی اور ایام میں ادا نہیں کیے جاتے۔ ہر شخص ایک ہی انداز میں اپنی توحید کا اعلان کر رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح سید کائنات کی رسالت پر ایمان کا اظہار بھی اس عشرے میں سب سے زادہ ہے۔ ہر شخص صرف ایک امام جو سارے انبیاء کا امام ہے' اس کی امامت کو تسلیم کرتا ہے۔ اس انداز میں حج کرتا ہے جس انداز میں امام الانبیاء نے حج کیا تھا۔ ہر ایک کو چھوڑ کر امام الانبیاء کی امامت کا اقرار کر رہا ہوتا ہے۔

نماز اسلام کا دوسرا رکن ہے جس انداز میں ذوالحج میں نماز کا اہتمام حجاج کرتے ہیں جو ساری دنیا کے نمائندے بن کر بیت اللہ میں جمع ہوتے ہیں ہر ایک کے دل میں نماز کی اہمیت اور فکر

پیدا ہوتی ہے کہ میں ہر نماز مسجد حرام میں جا کر پڑھوں یا' مسجد نبوی میں جا کر پڑھوں۔ میری کوئی نماز بغیر جماعت کے نہ ہو۔ یہاں تک کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو ظہر کی نماز پڑھنے جاتے ہیں' ظہر بھی پڑھتے ہیں' عصر بھی پڑھتے ہیں' مغرب بھی پڑھتے ہیں' عشاء بھی پڑھتے ہیں پھر گھر واپس آتے ہیں۔ دل میں اس قدر اہمیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر حاجی یہی کوشش کرتا ہے کہ نقصان ہوتا ہے تو ہو جائے' لیکن نماز نہ رہے۔ نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھوں' تاخیر بھی نہ کروں۔ جو نماز دین کا بنیادی ستون ہے اس کی اہمیت ان ایام میں بڑی واضح ہو کر نظر آتی ہے۔ کہ دنیا بھر کے نمائندے اس قدر نماز کا اہتمام کر رہے ہیں۔

اس طرح روزہ بھی اسلام کے ارکان میں سے ہے اور ان ایام میں خاص طور پر عرفہ کا روزہ۔ اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوم عرفہ کا روزہ اتنی فضیلت کا حامل ہے کہ مجھے امید ہے جو شخص ۹ ذوالحج کا روزہ رکھے گا اس کے ایک سال پہلے کے اور آنے والے ایک سال کے گناہ معاف کر دیے جایں گے۔ (کتاب الصیام' صحیح مسلم)

انفاق فی سبل اللہ بھی ان ایام میں بہت زیادہ ہوتا ہے ان ایام میں حجاج ہوں یا غیر حجاج ہوں اللہ کی رضا کے لیے قربانی دیتے ہیں صدقات و خیرات کرتے ہیں' حجاج بھی حج کی ادائیگی کے لیے لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں بہت سے لوگ حجاج کرام کی خدمت کیلئے کھانے اور مشروبات کا اہتمام کرتے ہیں۔ اسلام کے یہ ارکان توحید و رسالت' نماز ہو' روزہ ہو' زکوۃ ان ایام میں واضح ہو کر کائنات کے سامنے آتے ہیں اور اسلام کا آخری رکن حج تو وہ ہوتا ہی صرف ان ایام میں ہے۔

اس لیے رب کائنات نے جب تکمیل دین کی آیت نازل کی کہ؛

الیوم اکملت لکم دینکم

کہ آج میں نے دین کو مکمل کر دیا۔

وہ بھی حج کے موقع پر نازل کی جب حج ادا ہو گیا ۔ رب ذوالجلال نے اعلان فرما دیا کہ آج حج کی ادائیگی کے ساتھ ہی میں نے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ حج ایک ایسی عبادت ہے اگر کوئی شخص صحیح معنوں میں حج مبرور ادا کرے تو اس کی زندگی میں ایک ایسا انقلاب اور ایسی تبدیلی آ جاتی ہے کہ اس کے بعد اور حج کی ضرورت نہیں ہوتی۔ احرام کی حالت میں وہ پابند ہوتا ہے کہ کسی پر زیادتی نہ کرے۔ نہ کسی حیوان پر زیادتی' نہ کسی انسان پر' نہ زبان کے ساتھ' نہ ہاتھ کے ساتھ' نہ کسی اور ذریعے

سے۔ حج کے ایام میں اس انداز کے ساتھ ایک حاجی کی تربیت ہو جاتی ہے جو ساری زندگی کے لے کافی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے یہ عشرہ رب ذوالجلال کے ہاں بہت ہی محبوب ہے۔ اس کی اہمیت ہے کہ اسلام کے سارے ارکان نہایت واضح طور پر دنیا کے سامنے آ جاتے ہیں۔ کہ یہ ہے وہ اسلام جس میں کوئی دہشت گردی نہیں ہے۔ جس میں کوئی ظلم نہیں ہے، دیکھو ساری دنیا کے نمائندے کس طرح جمع ہو کر وحدت کا اظہار کر رہے ہیں، رنگ مختلف ہیں، زبانیں مختلف ہیں، ایک دوسرے کی زبانیں نہیں جانتے ہیں، لیکن جذبات ایک دوسرے کے جانتے ہیں۔ یہ عشرہ ذوالحج مسلمانوں کی امت کی وحدت کا اعلان کرتا ہے، اظہار کرتا ہے کہ مسلمان کہیں بھی ہوں ان کا دل دھڑکتا ہے تو بیت اللہ کے ساتھ۔ ان کی محبتیں ہیں تو بیت اللہ کے ساتھ ہیں۔ اس گھر والے کے ساتھ اور اس گھر والے کے نام پر وہ ہر چیز قربان کر سکتے ہیں اور عشرہ کے آخر میں 10 ذوالحج کو پوری دنیا کے مسلمان قربانیاں پیش کر کے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہمارا سب کچھ اللہ کے لیے ہے، ہم سے اللہ جو کچھ طلب کرے گا اللہ کے دین کی بلندی کے لیے ہم سے جو کچھ ہو سکے گا قربان کر دیں گے۔ یہ اہمیت ہے عشرہ ذوالحج کی۔ اس لیے کوشش کیجیے اس عشرہ ذوالحج سے فائدہ اٹھائیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر فرمایا: **اکثر و فیھن من التھلیل والتکبیر والتحمید** (مسند احمد)

اور بھی عبادات کیجیے لیکن خاص طور پر دن جو ہیں ان میں کلمہ طیبہ پڑھیے؛

لاالہ الا اللہ اللہ اکبر الحمد للہ

یہ کلمات کثرت سے پڑھیے۔ حجاج تلبیہ پڑھتے ہیں لیکن جو حج کے لیے نہیں جا رہے ہیں انہیں بھی چاہیے کہ جس طرح آپ کے نمائندے بن کر وہ حجاج بیت اللہ گئے ہیں، اللہ کے گھر میں حاضر ہو کر اس کی وحدانیت کا اقرار کر رہے ہیں، توحید کا تلبیہ پڑھ رہے ہیں، ہم اپنے اپنے گھروں میں حاضر ہو کر اس کی وحدانیت کا اقرار کر رہے ہیں، توحید کا تلبیہ پڑھ رہے ہیں، ہم اپنے اپنے گھروں میں رہ کر اس عشرے میں خاص طر پر اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اقرار کریں۔ اللہ لا الہ الا اللہ کثرت سے پڑھیں الہ سے بڑا کوئی نہیں ہے۔ الحمد للہ پڑھیے کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے ہمیں اللہ نے عطا کیا ہے، ہمارا کچھ نہیں ہے۔ اپنی عاجزی کا اظہار کیجیے کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے ہمارا نہیں ہے ہمیں اللہ نے عطا کیا ہے۔ تعریف ہے تو اس کی جس کا سب کچھ ہے۔ اس نے ہمیں عطا کیا ہے۔ عشرہ

ذوالحج اس کی اہمیت سمجھتے ہوئے' اپنی آخرت سنوارنے کے لیے محنت کریں تاکہ اخرت بہتر ہو جائے۔ کوشش کیجیے اگر پیسے خرچ نہیں کر سکتے ہیں' صدقات وخیرات نہیں کر سکتے ہیں' تو یہ ذکر واذکار تو آپ کر سکتے ہیں۔ نوافل آپ پڑھ سکتے ہیں' روزے رکھ سکتے ہیں۔ اس لیے جو بھی ممکن ہو آپ جس انداز سے بھی اللہ کے قریب ہو سکیں عبادت کر سکیں' اسے راضی کر سکیں' کوشش کیجیے یہ عشرہ بہت ہی غنیمت ہے اور بہت بڑا انعام ہے ہمارے لیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے جب ذوالحج کا چاند طلوع ہو جائے تو اپنے ناخن نہ کاٹے' اپنے بال نہ کاٹے۔ جس نے قربانی کرنی ہے اس کے لیے لازم ہے کہ وہ ذوالحج کا چاند نظر آنے سے پہلے پہلے یہ کام کرے۔ جب ذوالحج کا چاند طلوع ہو جائے تو چاند طلوع ہونے کے بعد یہ کام نہیں کرنے ہیں۔

حتی یضحی (۱۱۸ سنن سنائی)

جب تک قربانی نہیں کر لیتا۔

قربای وہ پہلے دن کرے۔ صبح کرے' شام کو کرے۔ جس دن بھی کرے قربانی کرنے تک اس پر پابندی عائد ہوگی کہ وہ نہ ناخن کاٹے' نہ بال کاٹے۔

ایک حدیث میں ہے ایک صحابی آتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی میں غریب آدمی ہوں میرے پاس اتنی سکت نہیں ہے کہ میں قربانی کر سکوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کرو جب لوگ قربانیاں کر رہے ہوں گے تو اپنے بال کٹوا لینا اس طرح تم ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ گے امید ہے کہ اللہ تمہیں اجر دے دے گا۔ تو جو شخص قربانی نہیں کر سکتا' مگر ارادہ ہے' چاہت ہے کہ قربانی کرے لیکن قربانی کرنے کی استطاعت نہیں۔ اگر وہ عید کے دن اپنے بال کٹوا کر قربانی کرنے والوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرے ناخن کاٹ کر قربانی کرنے والوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرے امید ہے کہ اللہ اسے بھی اجر عطا فرما دیں گے۔ یہ رب ذوالجلال کے انعام ہیں کہ دل میں چاہت ہے' عزم ہے' ارادہ ہے' ہمت نہیں ہے تو رب ذوالجلال نیک لوگوں کی مشابہت اختیار کرنے کے ساتھ انہیں بھی اجر عطا کر دیتے ہیں اس لیے پوری کوشش کیجیے' ہمت کیجیے کہ ہم نے اللہ کو راضی کرنا ہے' دنیا بنانے کے لیے اتنی محنت کرتے ہیں' دنیا سنوارنے کے لیے مال بھی خرچ کرتے ہیں۔ سنورے یا نہ سنورے لیکن کوشش ضرور کرتے ہیں جب کہ آخرت جولازوال زندگی ہے' دنیا کی زندگی 60 سال کی

ہو گی' 100 سال کی ہو گی' ختم ہو جائے گی' لیکن وہ آخرت کی زندگی جو لازوال ہے' ہمیشہ کی زندگی ہے اس کے لیے ہم کیا کر رہے ہیں' اس کے لیے ہماری جستجو کیا ہے؟ محنت کیا ہے؟ دنیا کے ساتھ ساتھ اگر ہم ان عبادات کے ذریعہ اللہ کو راضی کر لیں تو یقیناً قیامت کے دن ہمارے لیے اللہ کی بڑی نعمتیں ہوں گی۔

سیرت ابراہیم کا یہی درس تھا کہ سب کچھ اللہ کے لیے جو کچھ اس نے دیا ہے یہ اسی کا ہے اگر وہ مانگے تو ہر چیز جو اس نے ہمیں عطا کی ہے۔ اس کے نام کر دی جائے۔ یہ سیرت ابراہیم علیہ السلام کا پیغام تھا۔ ابتلائیں آئیں' مصیبتیں آئیں' آزمائشیں آئیں' لیکن اللہ کے در کو نہیں چھوڑنا۔ اس کے سوا کوئی در ہی نہیں ہے۔ جہاں کوئی مسلمان کوئی مومن جا سکے اولاد نہیں ملی۔ مایوس نہیں ہوئے' کسی اور در پر نہیں گئے۔ اولاد مل گئی' لیکن رب ذوالجلال نے اشارہ کیا' خواب میں دکھا دیا۔ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں نہ حکم تھا نہ وحی نازل ہوئی' صرف اشارہ تھا کہ رب کی رضا اس عمل میں ہے تو اس پر تیار ہو جاتے ہیں یہ ہے وہ جذبہ قربانی جو ہمارے اندر پیدا ہونا چاہیے۔ محض جانور کی گردن پر چھری پھیرنا کوئی مقصد نہیں ہے' جانور ذبح کر دینا یہ کوئی مقصد نہیں ہے۔

لن ينال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوى منكم (آیت نمبر 37 سورۃ حج)

یہ قربانیوں کا گوشت اللہ کے پاس نہیں جاتا۔ یہ خون اس کے ہاں نہیں جاتا ہے' یہ کھالیں وہاں نہیں جاتیں' اللہ کے پاس کوئی چیز جاتی ہے وہ تمہارے دل کی کیفیت ہے۔ دل میں کیا ہے؟ کیا تم اس بات پر تیار ہو کہ اپنی ہر چاہت کو اللہ کی چاہت پر قربان کر ڈالو اپنی ہر چیز' اپنی پیاری چیز کو اللہ کے حکم پر قربان کر سکو۔ جائزہ لیں کہ یہ چیز پیدا ہوئی ہے۔ یا نہیں ہے۔ اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری پھیری یہ ان محبتوں پر چھری تھی جو اللہ کی محبت کے سوا اور محبتیں تھیں۔ رب ذوالجلال نے امتحان لیا۔ کہ میرے خلیل کے دل میں کہیں یہ چیز تو نہیں آ گئی کہ میری محبت پر بیٹے کی محبت غالب آ جائے۔ آزمانا چاہتا تھا ہمیں دکھانا چاہتا تھا۔ کہ خلیل کیسا ہوتا ہے۔ اصل محبت کرنے والا کیسا ہوتا ہے' سچی محبت یہ ہے جس سے محبت ہے اس کی محبت پر کسی اور کی محبت پر غالب نہ آنے دیا جائے۔ ہمیں یہ درس دیا محض قربانی کر کے جانور ذبح کر کے ہم وہ اجر و ثواب نہیں پا سکتے جب تک دل کے اندر انقلاب نہیں آتا' دل کے اندر یہ تبدیلی نہیں آتی اور دل میں عزم پیدا نہیں ہوتا کہ

ان صلاتي و نسكي ومحياي و مماتي لله رب العالمين
(آیت نمبر 163 سورۃ الانعام)

کہ میرا سب کچھ اللہ کے لیے ہے۔ میرا جینا مرنا' میری عبادت' میرے صدقات ہر چیز اللہ کے لیے ہے۔ اللہ جو طلب کرے' جو مانگے میں اسے ادا کروں گا۔ وہ نماز کے لیے بلائے' کاروبار چھوڑ کر نماز کے لیے چلا آؤں گا۔ وہ زکوٰۃ کا حکم دے' صدقات وخیرات کی بات کرے' مال خرچ کر ڈالوں گا' جان مانگے جان دے دوں گا۔ یہ ہے وہ عزم کہ میرا سب کچھ جو میرے پاس ہے وہ میرا نہیں' میرے اللہ کا دیا ہوا ہے۔ اس کی امانت ہے وہ جیسے کہے گا اسے استعمال کروں گا اور جب وہ مانگے گا اسے دے دوں گا۔ اگر وہ بن مانگے لے لے میں اس کی رضا پر راضی رہوں گا۔ یہ ہے پیغام سیرت ابراہیم علیہ السلام کا اور یہ ہے قربانی۔ قربانیوں کے ساتھ ساتھ دل میں اللہ کے لیے اللہ کی مخلوق کے لیے' ایثار اور قربانی کے جذبات پیدا کیجیے جس طرح آپ جانور کو دیکھتے ہیں اس کے کان دیکھتے ہیں' اس کے پاؤں دیکھتے ہیں' لنگڑا تو نہیں ہے'' اس کی آنکھ خراب تو نہیں ہے' اس کے کان خراب تو نہیں ہیں' یہ بدصورت تو نہیں ہے۔ کیونکہ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اس میں کوئی عیب ہوا تو شاید یہ قربانی اللہ کے ہاں قبول نہ ہو۔ ذرہ اپنے آپ پر بھی غور کر لیجیے کہ ہمارے عادات' ہمارے اخلاق' ہمارے کردار کیا ویسے ہیں جیسا اللہ کو محبوب ہیں یا نہیں؟ جانور کو دیکھتے ہو کہ اس کی قربانی لگتی ہے کہ نہیں؟ اپنے آپ پر غور کیجیے کہ اللہ کو جو بندے محبوب ہیں ہم اس طرح کے ہیں یا نہیں ہماری شکل' ہماری گفتار' ہمارا کردار' ہمارا لین دین' ہمارے معاملات اس طرح کے ہیں یا نہیں جو اللہ کو محبوب ہیں؟ قربانیوں کے ساتھ ساتھ اپنے اندر یہ چیز پیدا کیجیے۔ اپنے آپ کو ویسا انسان بنایئے جیسا انسان اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے۔

اس سے امت مسلمہ میں ایک عملی انقلاب آئے گا جس کے نتیجہ میں امت پر رب ذوالجلال کی رحمتیں برکتیں اور فضل وکرم نازل ہوگا اس امت کو عزت رفتہ حاصل ہوگی اس امت کا وہ رعب' اور دبدبہ ہوگا جو اس وقت تھا جب ساری امت جذبہ قربانی سے سرشار تھی۔ ایثار اس کا اوڑھنا بچھونا تھا اور اس کے نتیجہ میں یہ امت جسد واحد کی طرح تھی کہیں کسی کے پاؤں میں کانٹا چبتا تھا تو ساری امت محسوس کرتی تھی ایک عورت کی عزت وناموس کے دفاع کیلئے قوم میدان میں نکل آئی تھی۔ دوسرے کی پیاس کا احساس کرتے ہوئے پانی کا پیالہ اس طرف روانہ کر دیا جاتا تھا۔ صدقہ میں آئی ہوئی سری بھوک زدہ گھرانے میں بھیج دی جاتی تھی۔ دوسروں کی حاجات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دی جاتی تھی۔

شکر گزاری کا ایک انداز ...... قربانی

قال ما منعک الا تسجد اذ امرتک قال انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین ۝ قال فاهبط منها فما یکون لک ان تتکبر فیها فاخرج انک من

الصغرین ٥قال انظر نی الی یوم یبعثون ٥قال انک من المنظرین ٥قال فبما اغویتنی لاقعدن لهم صراطک المستقیم ٥ثم لاتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم وعن ایمانهم و عن شمائلهم ولا تجد اکثرهم شکرین ٥قال اخرج منهامذء و مامدحورا. لمن تبعک منهم لاملان جهنم منکم اجمعین ٥ (سورہ الاعراف۔آیت نمبر12 تا18)

رب ذوالجلال ابلیس سے پوچھ رہے ہیں کہ جب میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو کس چیز نے تجھے روکا کون سی چیز مانع تھی کہ تو نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی تو ابلیس نے کہا میں آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور آگ کی خوبی یہ ہے کہ وہ اوپر کو جاتی ہے اور تو نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور مٹی کی خوبی یہ ہے کہ وہ نیچے کو جاتی ہے تو اللہ نے فرمایا جنت سے نکل جاؤ۔اس جنت میں تم تکبر کا راستہ اختیار نہیں کر سکتے۔ذلت ورسوائیاں لے کر نکل جاؤ۔تو ابلیس نے کہا اے اللہ مجھے اس دن تک مہلت دے دو جس دن لوگ دوبارہ زندہ کیے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ٹھیک ہے تجھے مہلت دے دی۔پھر ابلیس نے کہا کہ اے اللہ میرے مقدر میں تو نے گمراہ ہونا لکھ دیا ہے۔اب میں تیرے سیدھے راستے پر بیٹھ جاؤں گا اور آدم علیہ السلام کی اولاد کے پاس آؤں گا ان کے سامنے سے اور ان کے پیچھے سے ان کی دائیں جانب سے اور بائیں جانب سے ہر جانب سے آکر تیرے بندوں کو تیرے خلاف اکساؤں گا اور تم دیکھو گے کہ تیرے بندوں کی اکثریت شکر گزار نہیں ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس ذلیل وخوار ہو کر نکل جا اور میرے بندوں میں سے جس نے تیری اتباع کی سب سے جہنم کو بھروں گا۔

رب ذوالجلال کی اپنی مخلوق پر بے شمار نعمتیں ہیں اور ان نعمتوں کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کی قدر کی جائے۔نعمتیں دینے والے کا شکریہ ادا کیا جائے اور اس کے سامنے تکبر کا راستہ اختیار نہ کیا جائے جس کی نعمتیں ہم حاصل کر رہے ہیں ان نعمتوں کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کی ہر بات کو مانیں' اس کی بات عقل میں آئے یا نہ آئے' لیکن ہمیں اس کی بات کو ماننا ہوگا۔شیطان نے اللہ کی نعمتوں کو پاکردہ راستہ اختیار کیا جو عقل کا راستہ تھا اور نعمتیں دینے والے کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔رب کے حکم کو ٹھکرا دیا عقل کی بنیاد پر کہ میں آدم سے افضل ہوں۔رب ذوالجلال کو آدم علیہ السلام کے بارے میں ابلیس کی معصیت پسند نہیں ائی کہ میری نعمتیں تم حاصل کر رہے ہو اور میرے احکامات کو عقل کی کسوٹی پر پرکھتے ہو کہ وہ

عقل کے مطابق ہیں یا نہیں یہ طریقہ درست نہیں، میری نعمتوں کو تم استعمال کرتے ہو اس کا تقاضہ یہ ہے کہ میرے ہر حکم کی تعمیل کرو میرے حکم کو ٹھکرانا تکبر ہے اور تکبر مجھے پسند نہیں ہے۔ اس جنت میں وہ لوگ نہیں رہ سکتے جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی تکبر ہوگا۔ شیطان کو یہ سمجھ آ گئی۔

اللہ کی نعمتوں کا شکر کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔ ایک ناشکری پر مجھے دھتکار دیا گیا۔ میری زندگی کی ساری عبادتوں اور محنتوں پر پانی پھیر دیا گیا کہ میں نے ایک ناشکری کی، رب کے ایک حکم کی تعمیل نہیں کی، صرف ایک بار تکبر کا اظہار ہوا، شیطان تکبر کے نتائج کو جان گیا تو اس نے کہا کہ اے اللہ میں تو گمراہ ہو گیا، اب مجھے مہلت دو میں قیامت تک تیرے بندوں کو تکبر کے راستے پر چلاؤں گا۔ ان کے دائیں جانب سے بائیں جانب سے آگے سے پیچھے سے ہر جانب سے انہیں ناشکرا بناؤں گا تو پھر تم دیکھو گے کہ ان کی اکثریت شکر گزار نہیں ہے۔ شکر گزاری ایک بہت عظیم عمل ہے۔ جس پر رب ذوالجلال اور راضی ہوتے ہیں اور ناشکری پر ناراض ہوتے ہیں۔ ابلیس نے ناشکری کی تو دھتکار دیا گیا۔ اس نے عزم کیا کہ اب میں اولاد آدم کو بھی اسی راستے پر چلاؤں گا، اسے ناشکرا بناؤں گا تاکہ جس طرح مجھے دھتکار دیا گیا ہے یہ بندے بھی دھتکار دیئے جائیں اور جہنم میں میرے ساتھ داخل کر دیئے جائیں رب ذوالجلال کی نعمتوں کی شکر گذاری ہمارا فرض ہے۔ اگر ہم اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کریں گے تو یہ نعمتیں برقرار رہیں گی بلکہ مزید اور نعمتوں کے بھی حقدار بنیں گے۔

لئن شکرتم لازیدنکم

اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں مزید عطا کروں گا۔

ولئن کفرتم ان عذابی لشدید ۝(ابراھیم ۔ آیت نمبر 7)

اگر تم نے میری نعمتوں کی ناشکری کی تو میرا عذاب بڑا سخت ہوتا ہے شکر گزاری پر مزید نعمتوں کا وعدہ کیا اور ناشکری پر بغیر کسی رعایت کے واضح طور پر کہہ دیا۔

ان عذابی لشدید

میری ناشکری کی بنا پر میرا عذاب ہوتا ہے اور بہت سخت ہوتا ہے اور اللہ کی نعمتوں کی شکر گزاری نعمتوں میں مزید اضافے کا سبب بنتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے:۔

ان النعمۃ موصولۃ بالشکر

کہ لوگو جو بھی اللہ کی نعمتیں ہیں ان کو شکر کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔

والشکر متعلق بالمزید

اور شکر کا تعلق اضافے کے ساتھ ہے۔ اگر نعمتوں پر شکریہ ادا کرو گے یہ نعمتیں اور زیادہ ہو جائیں گی۔

ولن ینقطع المزید من الله حتی ینقطع الشکر من العبد (شعب الایمان .للبیهقی)

اور اللہ کی جانب سے مزید نعمتیں ختم نہیں ہوں گی۔ جب تک شکر منقطع نہ ہو جائے اگر تم شکر ادا کرنا چھوڑ دو گے تو یہ نعمتیں کم ہو جائیں گی۔ لیکن اگر نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو اور زیادہ ملیں گی۔ اللہ کی نعمتوں کا شکر عذاب الٰہی میں رکاوٹ بنتا ہے۔

مایفعل الله بعذابکم ان شکرتم وامنتم کان الله شاکرا علیماo (سورہ النساء آیت نمبر 147)

اگر تم شکر ادا کرو اور ایمان لے آؤ تو اللہ تم پر عذاب کیوں نازل کرے گا۔ اللہ تم پر عذاب نازل نہیں کرے گا اگر تم شکر ادا کرو گے اور اس پر ایمان بھی لے آؤ گے۔ ایمان لے آنے کے بعد نعمتوں کا شکر' یہ عذاب میں رکاوٹ بن جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے معاذ

واللہ انی لا حبک

اے معاذ مجھے تجھ سے بہت محبت ہے

پھر کہا اے معاذ میں تمہیں ایک بات کہہ رہا ہوں اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا اس پر عمل کرنا' ہر نماز کے بعد یہ دعا کرنی ہے۔ اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک **(132) (الادب المفرد للبخاری)**

پہلے محبت کی بات کی کہ اے معاذ مجھے تجھ سے بہت محبت ہے اور تجھ سے محبت کی وجہ سے میں تجھے ایک ایسی بات بتا رہا ہوں جو تیرے لیے بہت فائدہ مند ہوگی۔ ہر نماز کے بعد یہ دعا کرنا کہ اے اللہ مجھے توفیق عطا فرما' میری معاونت کر کہ میں تیرا ذکر کر سکوں اور تیرا شکر ادا کر سکوں اور تیری عبادت اچھے طریقے سے انجام دے سکوں۔ یہ دعا کیا کرو اس لیے کہ شکر کی ادائیگی اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ انسان کا ہر کام اللہ کی توفیق سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی اللہ کا شکر ادا کرنا چاہے۔ تو اسے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اے اللہ مجھے اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ شکر دل کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور زبان و اعمال کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ ان تینوں طریقوں کے ساتھ ایک مومن پر فرض ہے کہ اللہ

کے انعامات کا شکرا ادا کرے دل میں بھی اللہ کی نعمتوں کی قدر ہو اس بات کا اعتراف ہو کہ جو کچھ میرے پاس ہے یہ میرا نہیں ہے۔ مجھے اللہ نے عطا کیا ہے میرا کوئی کمال نہیں ہے۔ میری ہر خوبی اللہ کی عطا کردہ ہے۔ میری ہر قوت' ہر صلاحیت میرا مال اللہ کا عطا کردہ ہے میں جو کچھ بھی کرتا ہوں۔ اللہ کی توفیق سے کرتا ہوں۔ دل میں یہ جذبات ہوں تو زبان پر بھی اللہ کی حمد کے الفاظ آتے ہیں اور جب دل اور زبان پر اللہ کی حمد کے الفاظ ہوں تو انسان کے اعمال میں خود بخود یہ تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ اللہ کی نعمتوں کو اس کی رضا میں استعمال کرتا ہے۔ لیکن اگر دل میں اللہ کی نعمتوں کی قدر نہ ہو انسان سمجھتا ہے کہ میں بڑا نیک ہوں' بڑا عبادت گذار ہوں۔ اسے اپنی عبادت پر گھمنڈ ہوتا ہے لیکن یہ بھول جاتا ہے کہ عبادت کی توفیق بھی اس نے دی ہے کوئی شخص بھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ روزے نہیں رکھ سکتا' زبان کو حرکت نہیں دے سکتا۔ جب تک اللہ کی توفیق نہ ہو لیکن انسان کبھی گھمنڈ میں بھی آ جاتا ہے کہ شاید میں بڑی عبادت کرتا ہوں میں اللہ کے انعامات کا حقدار ہوں' میں جنت کا حقدار ہوں لیکن بھول جاتا ہے کہ انسان تو سانسیں لینے پر بھی قادر نہیں جب تک اللہ کی توفیق نہ ہو۔

امام حاکم نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا اے اللہ کے رسول پہلی امتوں میں ایک شخص گزرا ہے وہ سمندر میں ایک جزیرے میں رہتا تھا اس جزیرے میں ایک بہت اونچا پہاڑ تھا وہ دن کو پہاڑ کی چوٹی پر چلا جاتا ہے اس نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ اس سمندری جہاں اور کوئی انسان نہیں ہے میں تیری بندگی کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے لمبی عمر دے مجھے 500 سال کی عمر دے میں 500 سال تک تیری عبادت کروں گا اور اسی جگہ پر میرے لیے پانی کا انتظام کر دے اور میری خوراک کا انتظام کر دے۔ رب کائنات نے اس کی دعا قبول کی اسی سمندر کے جزیرے میں پہاڑ کے دامن میں ایک چشمہ جاری کر دیا جس سے اتنا پانی نکلتا ہے کہ وہ شخص اپنی پیاس بجھا لیتا ہے۔ ایک انار کا پودا لگا دیا اس پر ہر روز ایک انار لگتا جس سے اپنی بھوک مٹا لیتا۔

پھر عبادت کرتا رہا۔ پھر اس نے دعا کی اے اللہ! میری ایک اور تمنا ہے کہ مجھے موت آئے اس حالت میں آئے کہ میں تیرے سامنے سجدہ کر رہا ہوں اللہ نے دعا قبول کر لی۔ جبرائیلؑ فرماتے ہیں ہم آتے جاتے دیکھتے ہیں کہ وہ مر چکا ہے لیکن سجدے کی حالت میں ہے اس نے دعا کی تھی کہ اے اللہ! قیامت کے دن تک نہ مٹی میرا جسم کھائے نہ آندھیاں اور طوفان میرے جسم کو ہلاک کریں میرا جسم بھی باقی رہے میں قیامت کے دن اٹھوں تو سجدے کی حالت سے اٹھوں اس کی دعا قبول

ہوئی۔ہم نے اللہ کے علم سے یہ بات معلوم کی اللہ نے ہمیں بتایا کہ قیامت کے دن یہ اٹھایا جائے گا اللہ کہیں گے میرے فرشتو! ادخلوا عبدی الجنة برحمتی ''کہ اے میرے فرشتوں اس میرے بندے کو میری رحمت کے ساتھ جنت میں داخل کردو۔ وہ کہے گا کہ رب بل بعملی تیری رحمت کے ساتھ نہیں بلکہ اپنے اعمال کے سبب کے ساتھ میں نے 500 سال تک تیری عبادت کی اور اس زندگی کے بعد بھی قیامت تک میں سجدے میں پڑا رہا۔ اللہ کہیں گے کہ نہیں اس میرے بندے کو میری رحمت کے ساتھ جنت میں داخل کردو وہ پھر کہے گا کہ اے اللہ نہیں میرے اعمال کے ساتھ۔ اللہ پھر کہیں گے کہ نہیں تیرے اعمال کے ساتھ نہیں میری رحمت کے ساتھ۔ وہ کہے گا کہ نہیں مجھے جنت میں بھیجنا ہے تو میرے اعمال کے ساتھ بھیجو۔ اللہ فرمائیں گے فرشتو! اس کا حساب کرو میری نعمتیں جو میں نے اس پر کی ہیں وہ نعمتیں اور اس کی 500 سال کی بندگی کا موازنہ کرو صرف ایک بینائی کا موازنہ کیا جائے گا۔ اس ایک نعمت کے مقابلے میں وہ 500 سال کی عبادت کم ہو جائے گی۔ اللہ فرمائیں گے اب اس کو جہنم میں داخل کردو یہ چاہتا تھا اپنے اعمال کے ساتھ جنت میں جاؤں یہ تو میری ایک نعمت کا بدلا نہیں دے سکا۔ اسے جہنم میں ڈال دو فرشتے اس کو لے جائیں گے' وہ پکارے گا رب برحمتک ادخلنی الجنة پھر اللہ اس کو واپس بلائے گا اے میرے بندے جب تو کچھ نہیں تھا تیرا وجود نہیں تھا تجھے کس نے وجود دیا کس نے جسم دیا کس نے تمہیں یہ جان دی کیا میرے سوا کوئی اور بھی ہے کہا کہ اے اللہ نہیں تو نے ہی مجھے زندگی عطا کی تو نے مجھے جسم عطا کیا پھر کہا کہ وہ کون ہے؟ جس نے تجھے 500 سال تک عبادت کی توفیق دی کہ تو 500 سال تک میری بندگی کرتا رہا پھر کہا کون ہے؟ جس نے تیرے لیے ہر روز انار پیدا کیا کہے گا اللہ تو ہی ہے جس نے اس نمکین سمندر سے میرے لیے میٹھا چشمہ جاری کردیا۔ انار پیدا کیا اپنی پھر غلطی مان لے گا۔ (مستدرک حاکم کتاب التوبۃ والانابۃ)

دل میں شکر کے جذبات ہوں دل میں اللہ کی نعمتوں کی قدر ہو تو انسان سمجھتا ہے کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں میں نے نماز ادا کی کیونکہ اس نے توفیق دی۔ میں نے زکوٰۃ دی اس نے توفیق دی میں نے روزے رکھ لیے' میں نے ذکر کرلیا' میں نے قرآن مجید پڑھا تو اس کی توفیق سے میرا تو کوئی کمال نہیں ہے اللہ کی نعمتیں تھیں مجھ پر میں نے اس کی نعمتوں کا صحیح استعمال کیا اس کی توفیق کے ساتھ میرا کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ ہے دل کے اندر اللہ کی شکر گزاری کے جذبات دل میں یہ حقیقت ہمیشہ اس

کے سامنے رہے کہ میں کچھ نہیں ہوں' میری قوتیں' صلاحیتیں' یہ مال و دولت' یہ اولاد' یہ عزت' یہ منصب' یہ سب کچھ مجھے اللہ نے عطا کیا ہے۔ یہ جو بھی ہے اس کا ہے آنکھ' زبان' کان سب کچھ اس نے عطا کیے ہیں۔ شکر گزاری کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ انسان کے دل میں اس کے شکر کے جذبات ہوں' اس کی نعمتوں کی قدر ہو کہ میرے پاس جو کچھ بھی ہے اسی کا عطا کردہ ہے اور جب چاہے وہ چھین لے' اس کی مرضی ہے وہ دے' تب بھی الحمدللہ وہ واپس لے تب بھی الحمدللہ۔ یہ ایک مومن کا انداز ہونا چاہئے۔

دوسرا مرحلہ زبان کے ساتھ اللہ کی حمد کا ہے۔ شکر کا ہے صحیح مسلم کی روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ لیرضی عن العبد ان یاکل الاکلۃ فیحمدہ علیھا

اللہ تعالیٰ اس بات پر راضی اور خوش ہوتے ہیں کہ اس کا بندہ ایک لقمہ کھائے پھر لقمہ کھانے کے بعد کہتا ہے الحمدللہ......

او یشرب الشربۃ فیحمدہ علیھا (مسلم)

یا پانی کا ایک گھونٹ پیتا ہے پھر کہتا ہے الحمدللہ اس کی زبان سے حمد کے کلمات سن کر اللہ راضی اور خوش ہوجاتے ہیں۔ زبان کے ساتھ بھی اللہ کی حمد اور شکر کے الفاظ ادا ہونے چاہئیں۔

واما بنعمۃ ربک فحدث (سورہ الضحیٰ)

اللہ کی نعمتوں کا اعتراف کرو و زبان کے ساتھ اس کا تذکرہ کرو اس لیے ہمیں تعلیم دی گئی کہ نیند سے بیدار ہو تو اللہ کی حمد بیان کرو' کھانا کھاؤ تب بھی اللہ کی حمد بیان کرو۔ زندگی کے بے شمار مراحل ہیں جہاں اللہ کا شکر ادا کرنے کی تعلیم دی گئی۔ ایک مسلمان کا فریضہ ہے کہ ہر لمحے وہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کر کے اس کا شکر ادا کرے۔ اس کی زبان پر حمد کے الفاظ ہوں۔ کوئی نعمت بھی ملتی ہے تو الحمدللہ کہے' نعمت بڑھ جائے گی لیکن جب زبان سے اللہ کی حمد کے کلمات نہیں کہتا تو پھر نعمتیں کم ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔

اور تیسرا مرحلہ ہے اپنے اعمال کے ساتھ کہ اللہ نے جو ہمیں نعمتیں عطا کی ہیں ان نعمتوں کو اللہ کی تعلیمات کے مطابق استعمال کریں اور اسے اللہ کی مخلوق کے لیے استعمال کریں اس نے نعمتیں دی ہیں' صلاحیتیں دی ہیں' اپنی ساری قوتیں انسانیت کی بھلائی کے لیے استعمال کریں' اس لیے عقل

دی ہے شعور دیا' اچھی سوچ دی' ان سب چیزوں کو انسان کی بھلائی کے لیے استعمال کریں انسان کی بربادی کے لیے نہیں' مال دیا ہے۔ اسے اللہ کی مخلوق پر خرچ کریں۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے اللہ کی رضا کیلئے اس کی مخلوق کی بہبود کیلئے صرف کریں۔ ہم نے جو قربانیاں اللہ کے حضور پیش کی ہیں ان کا یہی مقصد تھا کہ ہمارے اندر یہ جذبات پیدا ہو جائیں کہ جو کچھ بھی ہے اے اللہ تیرا ہے اور تیرے لیے خرچ کریں گے تیری رضا کے لیے تیری مخلوق پر خرچ کریں گے۔ امام بیہقی نے واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک عورت ایک صحابیہ کے پاس آتی ہے اور کہتی ہے کہ میرے لیے دعا کرو میرے ہاتھ مفلوج ہو گئے ہیں۔ حرکت نہیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے صحت عطا کرے میرے ہاتھ کام کرنا شروع کر دے پوچھتی ہے بات کیا ہوئی تھی؟ بتاتی ہے کہ میرے والد بہت مالدار تھے۔ مال خرچ کیا کرتے تھے اور میری والدہ بڑی کنجوس تھی گھر میں مال وافر تھا لیکن میرا باپ خرچ کرتا تھا اور ماں کنجوس تھی۔ خرچ نہیں کرتی تھی۔ ایک دن ہم نے قربانی کی چربی کا ایک ٹکڑا بچ گیا ایک سائل آیا اس نے سائل کو وہ چربی کا ٹکڑا دے دیا اور اس قربانی کے جانور پر جو کپڑا تھا پرانا سادہ بھی سائل کو دے دیا۔ اس کے بعد میرا باپ فوت ہو جاتا ہے۔ ماں بھی فوت ہو جاتی ہے تو میں خواب میں دیکھتی ہوں کہ میرا باپ ایک نہر کے کنارے کھڑا ہے لوگوں کو پانی پلا رہا ہے۔ میں پوچھتی ہوں کہ ابا جان آپ نے میری ماں کو بھی دیکھا ہے وہ پوچھتے ہیں کہ تیری ماں فوت ہو گئی؟ میں نے کہا کہ ہاں وہ کہتے ہیں مجھے یہاں نہیں ملی تو میں نے کہا میں جا کر ڈھونڈتی ہوں' تلاش کرتی ہوں۔ میں آگے گئی تو میری ماں بالکل بے لباس کھڑی ہے' صرف وہی کمبل کا ٹکڑا جو قربانی کے جانور پر تھا جو اس نے ایک سائل کو دیا تھا وہ ٹکڑا اس کے جسم پر تھا۔ باقی ساری بے لباس تھی۔ اس کے ہاتھ میں وہ چربی کا ٹکڑا تھا جس کو چوستی تھی اور کہتی تھی کہ ہائے پیاس ہائے پیاس۔ اس چربی کو چوستی تھی لیکن پیاس نہیں بجھتی تھی۔ میں نے کہا اے امی ابا جان تو پانی پلا رہے ہیں میں آپ کو پانی لا کر پلاتی ہوں۔ واپس جاتی ہوں ابا جان سے پانی کا ایک برتن لا کر ماں کو پلاتی ہے۔ میرے قریب ایک شخص کھڑا تھا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ اس آدمی کے ہاتھ کو شل کر دے جس نے اس کو پانی پلایا۔ یہ تو کنجوس ہے جس نے زندگی میں کسی سائل کو پانی بھی نہیں پلایا۔ کسی کی پیاس نہیں بجھائی۔ کسی پر خرچ نہیں کیا آج اس کے ہاتھ شل ہو جائیں جس نے اس کنجوس عورت کو پانی پلایا ہے تو میں جب نیند سے بیدار ہوئی تو میرے ہاتھ مفلوج تھے۔ تو خواب میں اس آدمی کی بددعا لگ گئی۔ میرے ہاتھ کام نہیں کر رہے ہیں دعا کرو میرے ہاتھ صحیح ہو جائیں۔ (سنن بیہقی)

بے شک یہ خواب ہے لیکن ہمارے لیے درس ہے کہ جو اللہ نے دیا ہے اس کے ساتھ اپنی عاقبت سنوارو جو دیا ہے خرچ کرو یہی تو انسانیت ہے یہی تو انسانیت کی معراج ہے کہ تم کو جو بھی اللہ نے نعمت عطا کی ہے اسے اللہ کی مخلوق کے لیے استعمال کرو۔ اس کی مخلوق پر خرچ کرو اپنی ذات پر خرچ کرتے ہو۔ اپنی اولاد پر کرتے ہو لیکن اللہ کی مخلوق بے شمار ہے۔ ان مخلوقات پر بھی مال خرچ کرو یہ تمہاری انسانیت کا تقاضہ ہے اچھا انسان وہی ہوتا ہے جو دوسرے انسان بلکہ حیوان پر بھی خرچ کرتا ہے۔ ہر مخلوق کی خیر خواہی کرتا ہے۔

آپ نے یہ واقعہ بے شمار بار سنا ہوگا کہ ایک شخص جو فاسق و فاجر تھا ساری زندگی گناہ کیے' معصیتیں کیں' ایک پیاسے کتے کو دیکھتا ہے کنویں میں اتر کر پانی نکال کر اس کتے کو پلا دیتا ہے۔ رب ذوالجلال کو یہ عمل اتنا پسند آیا کہ اس کی زندگی کی تمام معصیتوں کو معاف کر دیا ہے۔ رب کائنات کو اپنے بندے کا کوئی عمل پسند آجائے خواہ چھوٹا عمل ہو' وہ اسے معاف کر دیتے ہیں۔ کتے کو پانی پلانے پر وہ معاف کر دیتے ہیں تو افضل مخلوق انسان پر احسان کرنے پر وہ ضرور راضی ہو گے۔ نعمتوں پر شکر کا تقاضہ ہے کہ ان نعمتوں کو اللہ کی مخلوق کے لیے استعمال کریں مخلوق کی بھلائی اور ان کاموں کے لیے استعمال کرنیوالوں پر جن پر اللہ راضی ہوتا ہے اللہ کی معصیت میں نہیں۔ یہ نعمتیں' یہ صلاحیتیں' یہ قوتیں' یہ مال و دولت جو کچھ تمہارے پاس ہے ان کو استعمال کرو تو انسانیت کی بھلائی کے لیے استعمال کرو۔ اگر یہ چیز جو اللہ نے تمہیں عطا کی ہیں انہیں استعمال کیا مگر انسان کی بربادی کے لیے تب بھی یہ چیزیں تمہارے لیے وبال جان بن جائیں گی۔ آج بے شمار ایجادات ہیں جس میں انسانیت کی بھلائی بھی ہے' انسانیت کی بربادی بھی ہے۔ لیکن اسلام یہ کہتا ہے کہ تمہیں جو صلاحیتیں ہم نے عطا کی ہیں ان ساری صلاحیتوں کو انسان کی آبادی' بہبود کے لیے استعمال کرو۔ وہ لوگ جو نئی نئی ایجادات کو انسانیت کی بربادی کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ ان ایجادات کے ساتھ لوگوں کے کردار کو تباہ کر رہے ہیں۔ اخلاق کو تباہ کر رہے ہیں۔ آبادیوں کو ہلاک کر رہے یہ سب کچھ اللہ کی نعمتوں کی ناقدری ہے ہے۔ اللہ نے جو نعمت بھی دی ہے اسے صرف انسانی بھلائی کے لیے استعمال کرو۔ یہ نعمت کی قدر بھی ہے' شکریہ بھی ہے لیکن اگر ان نعمتوں کو ان کاموں میں استعمال کیا جن میں انسانیت کی

بربادی ہے تو نعمتوں کی ناقدری ہوگی اور جو شخص بھی اللہ کے انعامات کی ناقدری کرتا ہے یہ عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔

لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید

اگر تم نے ناشکری کی تم سے نعمتیں چھن جائیں گی اور تم پر میرا عذاب نازل ہوگا۔ اہل دمشق نے حضرت ابودرداء سے شکوہ کیا کہ اے ابودرداء ہمارے باغوں میں پھل کم ہوگئے ہیں تو وہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے ہیں کہ لوگو!

انکم اطلتم حیطانکم واکثرتم حراسھا فجاء ھا الوباء من فوقھا۔
(شعب الایمان بیہقی)

تم نے اپنے باغوں کی فصیلیں اونچی کرلی ہیں' کوئی آنہ جائے اور ہمارے باغ کا پھل نہ کھا جائے۔ تم نے دروازوں پر چوکیدار کھڑے کردیئے ہیں' کوئی اندر داخل ہو کر تمہارے باغ کا پھل کھا جائے تم نے تحفظ کیا اپنے باغات کا' اپنے پھلوں کا' لیکن اللہ کا عذاب تمہاری فصیلوں کے اوپر سے داخل ہوگیا۔ یہ اللہ کا عذاب ہے کہ تمہارے پھل کم ہوگئے' تمہارے باغات پھل نہیں دے رہے ہیں۔ اگر تمہارے باغ سے پرندہ کھائے گا' جانور کھائے گا یہ تو صدقہ ہے' اس صدقے سے تمہارے باغ کی بیماریاں دور ہوجائیں گی' مصیبتیں دور ہوجائیں گی' تم سمجھتے ہو کہ کوئی ہمارا پھل نہ کھائے' تم نے اپنے پھلوں کو روک لیا۔ اللہ نے اپنی برکت کو روک لیا۔ آج ہمارا یہی انداز ہے ہم سے انسانیت ختم ہوتی جارہی ہے بلکہ ختم ہوگئی ہے۔ ہم لوگوں کا خون تو چوستے ہیں لیکن اپنے پاس سے دینے کو تیار نہیں۔ یہ قربانی ہمیں درس دیتی ہے اور اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ ایک سال کے بعد ایک جانور نہیں بلکہ ہمیشہ تمہارے دلوں میں قربانی کے یہ جذبات ہوں' ایثار کے جذبات ہوں' جب بھی کسی حاجت مند کو دیکھو انسان ہو یا حیوان ہو' ضرورت مند ہو' بھوکا ہو یا پیاسا ہے' اپنا یہ مال جو تمہارا نہیں ہے اللہ نے عطا کیا ہے اس مخلوق پر خرچ کرو رب کائنات تمہاری مصیبتیں دور کردیں گے۔ تم پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی۔ برکتیں نازل ہوں گی ہر شر سے بچ جاؤ گے اگر یہ انداز اختیار نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کے سخت مواخذہ کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ان عذابی لشدید